شادی عشق الٰہی سکھانے کا مدرسہ ہے

(فرمودہ ۱۱- جنوری ۱۹۳۶ء)

۱۱- جنوری ۱۹۳۶ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی دو صاجزادیوں صفیہ بیگم اور زینب بی بی کا نکاح پانچ پانچ سو روپیہ مہر پر علی الترتیب غلام محمد ابن میاں مہتاب دین صاحب اور احمد خان ابن حکیم محمد اسماعیل صاحب سکنہ ہائے پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ سے پڑھا۔ ؎

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

شادیوں کا معاملہ محبت کی بنیاد کے قیام کے لئے ہے میاں بیوی کی محبت درحقیقت خدا ہی کی محبت کا ظل ہے۔ شادی ایک مدرسہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے عشق کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ پرانے صوفیاء میں سے بعض کے متعلق بعض اقوال سے پتہ لگتا ہے کہ انہیں محبت مجاز نے عشق حقیقی کی راہ دکھلائی۔ اس میں لوگوں نے مبالغہ کرلیا اور اس کی اصل صورت کو بگاڑ دیا ہے اور بعض لوگوں کی طرف سے یہ باتیں ایسے طور پر پیش کی گئی ہیں جس سے ان کی پوزیشن تاریک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس عشق مجازی کو روایات میں پیش کیا جاتا ہے وہ اتنی گھناؤنی اور مکروہ چیز ہے کہ اسے عشق حقیقی کا پیش رَو قرار دینا عقل کے خلاف ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ ماں باپ اور بچوں کا تعلق اور میاں بیوی کا تعلق ایک مدرسہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے عشق حقیقی کا سبق دیا جاتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ ایسے سامان موجود ہیں جو محبت کا سبق محبت کی جائز اور طبعی صورت میں پیش کرتے ہیں تو پھر کسی اور صورت کا پیدا کرنا جو ناجائز ہو

اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ماں باپ کی محبت اپنے بچوں سے اور میاں بیوی کی محبت ایک دوسرے سے پاکیزہ صورت میں خدا کی محبت کی تصویر ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ماں کی محبت کو خدا تعالیٰ کی محبت سے مشابہہ قرار دیا ہے اور خاوند بیوی کے تعلقات کی بنیاد جس محبت پر ہے وہ بھی آنحضرت ﷺ کے طریق عمل اور کلمات سے ثابت ہے۔ پس انبیاء جیسی پاکیزہ درس دینے والی جماعت کے طریق عمل کی موجودگی میں اور کسی کی ایجاد کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ حماقت ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ملاقات کا ذریعہ بنایا ہے اسے ایسے طریق سے استعمال کیا جائے کہ جو خطرات سے پُر ہو مگر لوگوں نے اس قسم کی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ اس نیت سے ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو تو ثواب پاتا ہے۔ [۲] وہ کھانا تو بیوی کو کھلاتا ہے جس سے اس کے جسم میں صالح خون پیدا ہوتا ہے، اس کے چہرہ میں خوشنمائی پیدا ہوتی ہے، اس سے تندرست بچے پیدا ہوتے ہیں گویا بیوی اس کی، روٹی اس کی، تندرست بچے اس کے، مگر راضی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک صدقہ ہے اور یہ بھی ثواب کا موجب ہے۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اپنی بیویوں کی دلداری کے لئے بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ کوئی بیوی برتن سے جہاں منہ لگا کر پانی پیتی تھی آپ بھی اسی مقام پر منہ لگا کر پانی پیتے۔ [۳] ایک بد فطرت انسان نے ایسی احادیث کو جمع کر کے ایک کتاب لکھی ہے۔ میں نے اس کے ایک حصہ کا جواب بھی لکھا ہے۔ [۴] اس نے اپنے خیال میں ایک عورت دیکھی اور ایک مرد اور شہوانی خیال میں مبتلاء ہو کر صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔ دراصل اس شخص نے فطرت انسانی کو سمجھا ہی نہیں اور محبت الٰہی کی ابتدائی کڑی کو دیکھا ہی نہیں۔ اس نے صرف خاوند بیوی کے تعلقات کو دیکھا مگر اس نے یہ نہ دیکھا کہ وہ محبت کیوں کرتے ہیں اور اس میں کیا چیز دیکھتے ہیں۔

حضرتؒ نظام الدین اولیاء ایک دفعہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک خوبصورت بچے کو دیکھا آپ آگے بڑھے اور اس کو چوم لیا۔ ان کے ساتھ ان کے شاگرد بھی تھے انہوں نے بھی اس بچے کو چوما مگر ایک شخص نے جو بعد میں ان کا خلیفہ ہوا نہ چوما۔ دوسروں نے سمجھا کہ یہ متکبر ہے جس نے مرشد کے طریق کی اتباع نہیں کی لیکن آگے بڑھے تو ایک بھڑبھونجی بیٹھی تھی بھٹی میں آگ جلا رہی تھی حضرت نظام الدین اولیاء نے آگے بڑھ کر شعلہ کو چوم لیا۔ اس پر آپ

کے شاگرد نے بھی شعلہ کو چوم لیا جس نے اس بچے کو نہ چوما تھا مگر باقی کسی نے شعلہ کو نہ چوما تب اس نے دوسروں سے کہا کہ اگر تمہیں مرشد سے محبت تھی تو اب اس شعلہ کو کیوں نہ چوما؟ حضرت نظام الدین صاحب نے تو کسی وجہ سے اس بچہ میں خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھا تھا اور اسے چوم لیا مگر مجھے اس میں وہ جلوہ نظر نہ آیا اس لئے میں نے اسے نہ چوما۔ اب یہاں آگ کے شعلے میں بھی ان کو خدا کا جلوہ نظر آیا اور مجھے بھی اس میں خدا کا جلوہ نظر آیا تو میں نے اسے چوم لیا۔

ممکن ہے وہ بچہ کسی نیک ماں باپ کا بیٹا ہو جن کے احترام کی خاطر انہوں نے اسے چوما ہو اور ساتھ ہی اتفاقی طور پر وہ خوبصورت بھی ہو لیکن اگر وہ بدصورت بھی ہوتا تو بھی وہ اس کے نیک ماں باپ کے تعلق کے احترام میں اسے چومتے۔ مگر ظاہربین نگاہوں نے یہ سمجھا کہ بچہ کی خوبصورتی کی وجہ سے اسے چوما حالانکہ یہ کوئی شرط نہیں کہ نیک انسان کا بچہ خوبصورت نہ ہو۔ ممکن ہے وہ ان کے کسی استاد کا بچہ ہو یا کسی بزرگ کا بچہ ہو یا کسی ایسے شخص کا بچہ ہو جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے خدا کا جلوہ دیکھ لیا مگر دیکھنے والوں کو صرف بچہ اور اس کا چومنا نظر آیا۔ انبیاء علیہم السلام اپنی بیویوں سے جو محبت کرتے ہیں بعض نالائق لوگ جو حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ اسے ظاہری نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی محبت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔

غرض ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے، بیوی کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہے اور اولاد کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے۔ ماضی کے لحاظ سے ماں باپ کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے حال کے لحاظ سے میاں بیوی کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے اور مستقبل کے لحاظ سے اولاد کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے۔ گویا یہ تینوں ایک درس گاہ ہیں جن میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبق سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مرتبہ اپنی بیوی سے سختی سے کلام کیا تو اللہ تعالیٰ کو یہ امر ناپسند ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام کیا کہ مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو کہہ دیں کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ [۵] دراصل ظل کی ہتک اصل کی بھی ہتک ہوتی ہے۔ ایک مخلص مہمان باہر سے یہاں آئے ہوئے تھے وہ اب بھی یہاں ہی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ لنگر کے ایک ملازم کے ساتھ سختی کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا وہ ہمارا نمائندہ ہے اس کے ساتھ سختی ہمارے ساتھ سختی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ۔ ۶ اظلال کی نافرمانی کو اصل بھی برا مناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کی جماعت کو ان تینوں محبتوں میں جو خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہیں نہایت کامل نظر آتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ ماں باپ تو آپ کے موجود نہ تھے مگر آپ کی رضاعی والدہ تھیں اور جب وہ تشریف لاتیں تو حضور دور ہی سے دیکھ کر تیز تیز دوڑ کر جاتے اور فرماتے امی امی اور اپنی چادر بچھا دیتے۔ ۷ بیویوں کے ساتھ سلوک کے متعلق میں نے بتایا ہے کہ اس قدر خیال رکھتے جہاں سے بیوی برتن کو منہ لگا کے پانی پیتیں آپ بھی اسی جگہ پر منہ لگا کر پیتے۔ حضرت عائشہؓ کے متعلق ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ ان کے سر میں درد تھا آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا میرے سر میں درد ہے آپ نے فرمایا معمولی بات ہے انشاء اللہ آرام ہو جائے گا کوئی فکر کی بات نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آپ کا کیا ہے میں مرجاؤں گی تو آپ کسی اور سے شادی کرلیں گے۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ نہیں۔ میں فوت ہو جاؤں گا اور تم زندہ رہو گی۔ ۸ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وفات آپ سے پہلے ہوئی۔

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں جب بھی یہ واقعہ یاد کرتی ہوں تو مجھے ہمیشہ اس بات سے دکھ ہوتا ہے کہ میں نے اس رنگ میں اس وقت کیوں گفتگو کی۔

اسی طرح اولاد کی محبت کے متعلق بھی نبی کریم ﷺ کا طریق نہایت ہی کامل نظر آتا ہے۔ انبیاء درحقیقت اس بات کو دیکھتے ہیں کہ اولاد کی محبت خدا تعالیٰ کی ظلّی محبت ہے جو آئندہ زمانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ممد بنائی ہے۔ رسول کریم ﷺ کی نرینہ اولاد تو بڑی عمر کی نہیں ہوئی۔ لیکن آپ کی لڑکیاں تھیں اور نواسے تھے ان کے ساتھ ہمیشہ آپ محبت اور پیار کا جو سلوک فرماتے اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کس قدر محبت ان سے کرتے تھے۔ بعض دفعہ کوئی کم سن بچہ نماز میں آپؐ کے اوپر آبیٹھتا مگر آپ سجدہ میں ہی رہتے جب تک کہ بچہ خود بخود نہ اٹھتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اولاد چونکہ خدا تعالیٰ کا ظل قرار پائی اس لئے عزت کے قابل ہے۔

پس ان تمام محبتوں میں ایک سبق ہے اگر انسان سبق لینا چاہے۔ اپنے ماں باپ کی محبت دیکھے اور سمجھے کہ یہ دراصل خدا تعالیٰ ہی کی محبت ہے جو اس ذریعہ سے میرے ساتھ بول رہی

ہے وہ خود ایک وراء الوریٰ ہستی ہے مگر اس کی محبت ان کھڑکیوں میں سے جھانکتی ہے۔ وہ ابتدائی محبت کو ماں باپ کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور حال کی محبت کو میاں بیوی کی محبت کے ذریعہ اور آئندہ زمانہ کی محبت کو اولاد کے ذریعہ ۔ یہ تینوں مدرسے ہیں انسان کے تینوں زمانوں کے لئے۔ پس انسان کو ان مدرسوں سے حقیقی سبق حاصل کرنا چاہئے تب یہی چیزیں مبارک بن جاتی ہیں اور دنیا نہیں بلکہ دینی نعماء قرار پاتی ہیں۔

ان سے ان محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے اظلال سمجھنے کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ اگر ان تعلقات میں اللہ تعالیٰ ہی کی محبت مدنظر ہو تو جب ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابل پر آئے اس سے تعلق قطع ہو جانا چاہئے۔ سب سچی محبتیں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ظل ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے ظل میں خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ جب کوئی ظل خدا تعالیٰ سے دور ہو تو اس کی ظلّیت میں فرق آجائے گا۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والا انسان الگ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ماں باپ کا ادب ہو مگر جہاں وہ شرک کی تعلیم دیں تو انسان کھڑا ہو جائے اور کہہ دے پہلے آپ ظل اللہ تھے مگر اب نہیں رہے لہٰذا اب میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر میاں بیوی یا اولاد میں سے کوئی ظل اللہ ہونے کی حیثیت کو چھوڑ دے تو خدا تعالیٰ کا سچا عاشق بھی اسی وقت ان سے محبت چھوڑ دیتا ہے۔ جہاں کوئی اخلاق سے یا دین سے گرتا ہے خدا کے لئے محبت کرنے والا انسان کھڑا ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ ہمارا ظل نہیں رہا تو حضرت نوحؑ نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔

غرض جہاں اولاد کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے بالمقابل آجائے تو وہاں خدا تعالیٰ کی محبت ہی مقدم رہنی چاہئے اور یہی حال دوسری محبتوں میں ہونا چاہئے ان میں کجی پیدا ہو جانے کے موقع پر ان چیزوں کے ساتھ محبت سرد ہو جانی چاہئے کیونکہ پھر محبت ناجائز ہو جاتی ہے ہاں ان کی اصلاح کی کوشش کرنا منع نہیں۔

پس یہ نہایت ہی بابرکت مدرسے ہیں جن سے بہت کچھ سبق حاصل کیا جاسکتا ہے مگر افسوس کہ کم لوگ ان سے سبق حاصل کرتے ہیں۔

(الفضل ۱۸۔ جنوری ۱۹۳۶ء صفحہ ۴، ۵)

۱؎ الفضل ۱۴- جنوری ۱۹۳۶ء صفحہ ۱-

۲؎ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۷۲-

۳؎ المواھب اللدنیہ جز اول صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ مصر ۱۹۰۷ء/۱۳۲۶ھ-

۴؎ یہ کتاب ایک شیعہ مرزا سلطان احمد نے آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات اور خلفاء راشدین کے بارہ میں لکھی ہے- حضور نے ۱۹۲۶ء میں اس کے الزامات کا جواب اپنی کتاب حق الیقین فی رد ہفوات المنافقین میں دیا-

۵؎ تذکرہ صفحہ ۳۹۶- ایڈیشن چہارم پر عبارت اس طرح ہے "یہ طریق اچھا نہیں- اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو"

۶؎ بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالی: واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم-

۷؎

۸؎ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۲۲۸